تفسیر اور تاویل کا مفہوم اور باہمی فرق

پروفیسر احمد سعید
گورنمنٹ گریجویٹ کالج ایبٹ آباد

تفسیر کا لغوی مفہوم :

تفسیر کے لغوی معنی، واضح کرنے اور کھول کر بیان کرنے کے ہیں. ارشاد خداوندی ہے۔

وَلاَ يَاتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلاَّ جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا

اور وہ جو بھی مثال آپؐ کے پاس لائیں گے ہم اس کے بدلے آپ کے پاس حق اور اس کی بہت خوب وضاحت لائیں گے۔(۱)

اس آیت نے تفسیر کے معنی بیان کر کے تفصیل متعین کر دی۔

" تفسیر " کا مادہ فسر ہے اس معنی میں ظاہر کرنا کھول دینا، بے حجاب کر دینا تشریح کرنا، وضاحت کرنا' تاویل کرنا' مراد بتانا اور ترجمہ کرنا مفہوم نکلتا ہے۔(۲) اس ضمن میں لسان العرب کا کہنا ہے :

"فسر" کا معنی اظہار بیان کے ہیں اس کا باب ضَرَبَ اور نَصَرَ دونوں سے آتا ہے تفسیر کا مفہوم بھی یہی ہے آگے رقم طراز ہیں : 'فسر" بے حجاب کرنے کو کہتے ہیں' تفسیر کرتے وقت بھی مشکل لفظ کے معنی و مفہوم کو بے حجاب کر دیا جاتا ہے(۳) معروف مفسر اور نحوی "ابو حیان" کا قول اس سلسلے میں یہ ہے :پالان اتار کر سواری (کے جانور) کی پیٹھ ننگا کرنے کو بھی تفسیر کہتے ہیں۔(۴)

ظاہر ہے پشت ننگا کرنے میں کشف و اظہار کا مفہوم پایا جاتا ہے اس لئے کہ زین اتارنے سے پیٹھ کھل کر سامنے آجاتی ہے۔ ان تعریفات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ لفظ " تفسیر " بلحاظ لغت محسوسات اور معقولات دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

تفسیر کا اصطلاحی مفہوم :۔

بعض علماء کے ہاں " تفسیر " کا شمار ان علوم میں کیا جاتا ہے جس کے لئے کسی جامع اور مانع تعریف کی ضرورت ہو

صرف یہ کہنا کافی نہیں کہ کلام الٰہی کے ایضاح و تشریح کا نام "تفسیر" ہے یا یہ کہ "تفسیر" ایسا علم ہے جو قرآن کے الفاظ و معانی کو واضح کرتا ہے۔ اس کے بر خلاف علماء کے ایک دوسرے گروہ کا موقف ہے کہ "تفسیر" کا تعلق ان مسائل جزئیہ' قواعد یا اس ملکہ ء راسخہ کے ساتھ ہے جو قواعد کے تحفظ و نگہداشت سے پیدا ہوتا ہے اس لئے اس علم کی تعریف بھی ضروری ہے اور فہم قرآن کے سلسلے میں دیگر علوم' لغت و قرأت اور صرف و نحو بھی مطلوب ہیں۔
تاہم جن علماء نے تفسیر کی مختلف جامع ومانع تعریفات یہاں کی ہیں ان میں الفاظ کے برعکس معنوی اتحاد پایا جاتا ہے (۱) ابو حیان کہتے ہیں "تفسیر ایک ایسا علم ہے جس میں الفاظ قرآن کے تلفظ، ان کے مفہوم و مدلول ان کے احکام افرادی و ترکیبی اور معانی سے بحث کی جاتی ہے جن کی حالت ترکیب میں وہ الفاظ حامل ہوتے ہیں" (۵)

(۲) امام زرکشی نے "تفسیر" کی دوسری تعریف یوں بیان کی ہے۔

"تفسیر وہ علم ہے جس کی مدد سے نبی کریمؐ پر نازل شدہ قرآن کے معانی سمجھے جاتے ہیں اور اس کے احکام و مسائل اور اسرار و حکم سے بحث کی جاتی ہے" (۶)

(۳) تفسیر کی بہترین اور زیادہ مناسب تعریف یہ ہے

"تفسیر" ایک ایسا علم ہے جس میں بشری استطاعت کی حد تک اس امر سے بحث کی جاتی ہے کہ الفاظ قرآنی سے حق سبحانہ وتعالیٰ کی مراد کیا ہے۔" (۷)

(۴) "تفسیر" ایک ایسا علم ہے جس میں قرآنی آیات کے نزول، ان کے متعلقہ واقعات، متعلقہ اسباب نزول نیز مکی و مدنی، محکم و متشابہ' ناسخ و منسوخ' خاص و عام مطلق و مقید مجمل و مفسر' حلال و حرام' وعد وعید' امر و نہی اور عبرت و امثال وغیرہ سے بحث کی جاتی ہے۔" (۸)

مذکورہ تعریفات میں یہ بات قدر مشترک کے طور پر پائی جاتی ہے کہ تفسیر ایک ایسا علم ہے جس میں انسانی استطاعت کی حد تک امر و نہی کو واضح کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ بنابریں ہر ایسا علم جس پر مراد خداوندی کا سمجھنا موقوف ہو "تفسیر" کے احاطہ میں ہے۔

تاویل کا لغوی مفہوم :

تاویل کا سہ حرفی مادہ اول، ہے ال الیہ اولاً کے معنی ہیں رجوع کرنا اور منحرف ہونا "تاویل الکلام" سے مراد اس کی توضیح و تشریح ہے خواب کی تعبیر کو بھی 'تاویل' کہتے ہیں۔ (۹)

ابن منظور نے بھی مذکورہ بالا تعریف سے ملتی جلتی بات کہی ہے وہ لکھتے ہیں : "اول' کے معنی رجوع کرنا اور کسی چیز سے منحرف ہونا "تاویل الکلام" کے معنی اظہار و بیان کے ہیں" (۱۰)

غرض! تاویل کا لفظ اول' (بمعنی رجوع) سے ہے گویا جو شخص "تاویل" کرتا ہے وہ کلام کو متعدد معانی میں

سے کسی ایک کی طرف لوٹاتا ہے باوجود تمام معانی کے احتمال کے وہ ان میں سے کسی ایک کو مراد لیتا ہے۔

بعض علماء کا خیال ہے کہ "تاویل" "اَیَالَۃٌ" (سیاست و حکمرانی) سے ماخوذ ہے نظر بریں گویا تاویل کرنے والا کلام پر حکم چلاتا ہے اور اسے موزوں و مناسب جگہ استعمال کرتا ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ

"اٰلَ الرَّعِیَّۃَ اِیَالَۃً حَسَنَۃً وَّھُوَ"

اس نے رعایا پر بہت اچھی حکمرانی کی اور وہ اچھا حکمران ہے۔

قرآن کریم کے مطالعے سے یہ حقیقت عیاں ہو جاتی ہے کہ لفظ "تاویل" کئی آیات میں درج ذیل مختلف معانی میں استعمال ہوا ہے۔

۱۔ **تفسیر و تعین**۔ ارشاد ہوا:

الف ۔ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَہَ مِنْہُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَۃِ وَ ابْتِغَاءَ تَاْوِیْلِہٖ

جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ اس کے اُسی حصے کے پیچھے ہو لیتے ہیں جو مشتبہ المراد ہے (دین میں) شورش ڈھونڈھنے کی غرض سے اور اس کا مطلب تلاش کرنے کے لئے۔ (۱۲)

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا

پھر اگر کسی امر میں تم باہم اختلاف کرنے لگو تو اس کو (پوچھ کر) کتاب اور (سنت) رسول کے حوالہ کر دیا کرو۔۔۔۔ اور یہ امور سب سے بہتر اور ان کا انجام خوش تر ہے۔ (۱۳)

۲۔ **نتیجہ و انجام**: فرمان باری تعالیٰ ہے۔

ا ۔ ھَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِیْلَہٗ یَوْمَ یَاْتِیْ تَاْوِیْلُہٗ

اور کسی بات کا انتظار نہیں صرف اس کے آخر نتیجہ کا انتظار ہے جس دن اس کا آخری انجام پیش آئے گا۔ (۱۴)

ب ۔ بَلْ کَذَّبُوْا بِمَا لَمْ یُحِیْطُوْا بِعِلْمِہٖ وَلَمَّا یَاْتِھِمْ تَاْوِیْلُہٗ

بلکہ ایسی چیز کو جھٹلانے لگے جس کے (صحیح اور غلط) ہونے کو اپنے احاطہ علمی میں نہیں لائے اور اب تک ان کو اس (قرآن کی تکذیب) کا آخری نتیجہ پیش نہیں آیا۔ (۱۵)

ان دونوں آیات میں تاویل سے ایسے واقعہ کا ظہور پذیر ہونا مراد ہے جس کی کسی رسول یا نبی نے اطلاع دی تھی۔

۳۔ تعبیر خواب

اس سلسلے میں حسب ذیل چند آیات بطور مثال پیش کی جاتی ہیں :

ا:وَ کَذٰلِکَ یَجْتَبِیکَ رَبُّکَ وَیُعَلِّمُکَ مِنْ تَأْوِیلِ الْاَحَادِیثِ (۱۶)

اور اس طرح تمہارا پروردگار تمہیں منتخب کرے گا اور تمہیں باتوں کی تاویل سکھائے گا۔

ب:لَا یَأْتِیکُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِهِ اِلَّا نَبَّأْتُکُمَا بِتَأْوِیلِهِ (۱۷)

یوسف(ع) نے فرمایا کہ جو کھانا تم کو دیا جاتا ہے وہ نہ آنے پائے گا اور میں تمہیں تعبیر بتادوں گا

وَمَا نَحْنُ بِتَأْوِیلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِینَ (۱۸)

اور ہم ایسے خوابوں کی تاویل سے باخبر نہیں ہیں

تاویل(Elucidation) کا اصطلاحی مفہوم متقدمین(classics) کی نظر میں :

علمائے سلف نے تاویل سے دو مراد لئے ہیں :

ا۔ کلام کے معنی و مفہوم کو واضح کرنا' خواہ وہ ظاہر کلام کے موافق ہو یا مخالف اس صورت میں تاویل و تفسیر مترادف ہیں اور ان میں کوئی معنوی فرق نہیں' جیسے ابن جریر اپنی تفسیر میں اکثر کہتے ہیں :

"اَلْقَوْلُ فِی تَاوِیْلِ قَوْلِهٖ تَعَالٰی کَذَا وَ کَذَا" (۱۹)

ارشاد باری تعالی کی تاویل (یعنی تفسیر) میں یوں قول ہے۔ یہاں تاویل سے ان کا مطلب تفسیر ہوتا ہے۔

۲۔ کسی کلام سے جو مفہوم مراد و مقصود ہوتا ہے وہی تاویل ہے لہٰذا اگر کلام کسی طلب یا خبر پر مشتمل ہو تو جو فعل مطلوب ہے یا جو خبر دی جارہی ہے وہی اس کی تاویل ہے (۲۰)

متاخرین کے نزدیک تاویل :

متاخرین فقہاء و متکلمین کی نگاہ میں تاویل کا مفہوم ہے کسی دلیل کی بناء پر ایک لفظ کے رائج معنی کو ترک کر کے مرجوح معنی مراد لینا' اصول فقہ اور اختلافی مسائل میں تاویل سے یہی مفہوم مراد لیا جاتا ہے (۲۱)

علمی بحث و مباحثہ کے دوران جب ایک فریق دعوی کرتا ہے کہ فلاں نص یا حدیث موؤل یا دوسری پر محمول ہے تو دوسرا فریق کہتا ہے تمھارا یہ موقف ایک "تاویل" ہے لہٰذا محتاج دلیل ہے۔

الحاصل! تاویل کرنے والے سے دو باتوں کا مطالبہ کیا جائے گا :

ا) جس لفظ سے اس نے جو مفہوم لیا ہے وہ ثابت بھی کرے کہ آیا وہ اس معنی کے لئے استعمال بھی ہوتا ہے یا نہیں؟

۲)　اسے یہ بھی بتانا ہوگا کہ کون سی دلیل رائج معنی مراد لینے سے مانع اور مرجوح معنی کے مقتضی ہے' تو اگر وہ یہ دونوں وضاحتیں دینے سے قاصر رہا تو اس کی تاویل فاسد ہوگی اور وہ شرعی نصوص کا مذاق اُڑانے والا ہوگا (۲۲)

تنبیہ! صفات باری تعالیٰ کے بارے میں جو تاویل متنازع فیہ ہے وہ اسی نوع کی ہے۔

تاویل و تفسیر کا فرق و امتیاز

تاویل و تفسیر کے درمیان فرق و امتیاز کے بارے میں علماء کی آراء باہم مختلف ہیں دراصل یہ ایک دشوار علمی کام ہے جس کے فہم سے اہل توفیق ہی بہرہ ور ہو سکتے ہیں تاویل و تفسیر کے مفہوم میں اختلاف کا سبب بتاتے ہوئے مشہور مصری فاضل ''امین الخولی'' رقم طراز ہیں:

''قرآن میں تاویل کا لفظ وارد ہوا پھر علمائے اصول اس کو ایک خاص اصطلاح کی حیثیت سے استعمال کرنے لگے حالانکہ یہ لفظ متکلمین اہل مذہب کی زبان و قلم پر عام طور سے جاری و ساری ہے (۲۳)

علماء کے اقوال

تاویل اور تفسیر کے سلسلے میں علماء کے مختلف اقوال کی تفصیل یہاں ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

(۱)　متقدمین اہل تفسیر اور ابو عبیدہ کا خیال ہے ''کہ تفسیر و تاویل دونوں مترادف الفاظ ہیں اور ان میں کوئی اختلاف نہیں'' (۲۴)

(۲)　امام راغب اصفہانی نے ان دونوں کے الگ الگ استعمالات بتائے ہیں' فرماتے ہیں۔

(الف)　تفسیر کے لفظ میں تاویل کی نسبت زیادہ عموم پایا جاتا ہے یہ اکثر الفاظ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے' کتب مقدسہ اور دیگر کتب کے سلسلہ میں' اسی طرح یہ لفظ زیادہ تر الفاظ مفردہ کے ضمن میں بولتے ہیں مزید براں تفسیر کا لفظ الفاظِ نادرہ و غریبہ کی شرح و توضیح کے لئے بولا جاتا ہے جیسے ''البحیرہ' السائبۃ' الوصیلۃ وغیرہ' یا مقصود اور مرادی مفہوم پر روشنی ڈالنے کے لئے یا ایسے کلام کے سلسلے میں جس میں کوئی واقعہ مذکور ہو اور اس کے بغیر کلام کا مطلب سمجھ میں نہ آتا ہو۔ جیسے: اِنَّمَا النَّسِیْٓئُ زِیَادَۃٌ فِی الْکُفْرِ''

(ب)　برخلاف اس کے تاویل معانی کے لئے ہے: مثلاً ''تاویل الرؤیا'' خواب کی تعبیر کو کہتے ہیں' علاوہ ازیں تاویل'' کا لفظ اکثر و بیشتر کتب مقدسہ کے لئے بولا جاتا ہے نیز جملوں اور مرکبات میں بھی مستعمل ہے مزید برآں لفظِ تاویل کا استعمال کبھی عام ہوتا ہے اور گاہے خاص بھی جیسے علی الاطلاق انکار کرنے کو بھی کفر کہتے ہیں اور باری تعالیٰ کی وحدانیت سے منکر ہونے کا نام بھی کفر ہے ایسے مطلقاً تصدیق کرنا بھی ایمان کہلاتا ہے اور خاص دین

اسلام کو سچا ماننا بھی ایمان ہے (۲۵)

(۳) امام ماتریدی فرماتے ہیں: کسی قطعی اور حتمی دلیل کی بناء پر یقین اور قطعیت کے ساتھ یہ کہنا کہ فلاں لفظ کا یہی مفہوم ہے اور باری تعالی نے بھی یہی مراد لیا ہے تو یہ تفسیر بالرای ہے جو شرعاً منع ہے اسکے بر عکس اگر ایک لفظ میں کئی معانی کا احتمال ہو، کسی ایک معنی میں اس کو راجح قرار دینے کا نام "تاویل" ہے اس میں قطع اور یقین کا ہونا ضروری نہیں (۲۶)

(۴) ابو طالب ثعلبی اس سلسلے میں کہتے ہیں: لفظ کے حقیقی یا مجازی معنی بتانے کا نام "تفسیر" ہے مثلاً لفظ "صراط" کی تفسیر راستہ اور "صیب" بمعنی بارش بیان کرنا جب کہ باطنی اور اندرونی مفہوم کی وضاحت کرنے کو "تاویل" کہتے ہیں، کسی چیز کے نتیجہ وانجام کی طرف رجوع کرنا، بنابریں حقیقت مراد سے آگاہ کرنے کو تاویل اور مراد دلیل کے اظہار واخبار کو "تفسیر" کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ (۲۷)

(۵) مفسر بغوی اور الکواشی کے بقول: آیت کے شان نزول اور متعلقہ واقعہ کے ذکر کرنے کو تفسیر کہتے ہیں بخلاف ازیں گنجائش کے مطابق آیت سے ایسا مفہوم لینا جو اس کے سیاق و سباق سے ہم آہنگ اور کتاب و سنت کے خلاف نہ ہو "تاویل" ہے۔ (۲۸)

(۶) بعض علماء کا کہنا ہے کہ "تفسیر" کا تعلق روایت سے ہے اور "تاویل" کا درایت سے (۲۹)

(۷) بعض مفسرین کا موقف یہ ہے کہ ترتیب عبارت سے جو مفہوم مستفاد ہو اس کے بیان کرنے کو تفسیر کہتے ہیں اسکے بر عکس عبارت سے جو معین اشارہ معلوم ہوتا ہے اس کے کشف و اظہار کا نام تاویل ہے، متاخرین کے نزدیک یہی بات مشہور ہے۔ (۳۰)

الحاصل

تفسیر و تاویل کے مابین فرق و امتیاز سے متعلق علماء کے اقوال کا جائزہ پیش کرنے کے بعد قرین قیاس یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ تفسیر کا تعلق روایت اور تاویل کا درایت کے ساتھ مانا جائے بقول غلام احمد حریری مرحوم اس کی معقول وجہ یہ ہے کہ "تفسیر کشف" اظہار و بیان کا نام ہے اور یقین و وثوق کے ساتھ زبانی مراد کا حصول اس وقت ممکن ہو سکتا ہے جب کہ مخبر صادق اور صحابہ کرامؓ جو کہ نزول وحی کے چشم دید گواہ تھے، سے اس بارے میں کچھ منقول ہو۔

تاویل میں یہ بات ملحوظ ہوتی ہے کہ لفظ میں جس قدر معانی کی وسعت موجود ہے بنابر دلیل کسی ایک مفہوم کو ترجیح دی جائے اور اس کا دارومدار اجتہاد پر ہوتا ہے جس کے لئے مناسب وسائل و ذرائع درکار ہوتے ہیں جیسے ایک

مفرد لفظ کا جو کئی معانی کا متحمل ہو لغت عرب میں مفہوم جاننے کے بعد سیاق و سباق کے حوالے سے موقع و محل کے مطابق اقرب الی الصواب مفہوم کا تعین کرنا اور عربی اسالیب کی مدد سے حکم کا استنباط کرنا (۳۱)

اس ضمن میں امام زرکشی نے کیا عمدہ بات کہی ہے وہ فرماتے ہیں :

''علماء نے ''تفسیر و تاویل'' کے درمیان جس فرق کا اعتبار کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ تفسیر میں منقولات پر اعتماد کیا جاتا ہے اور تاویل کا انحصار استنباط پر ہوتا ہے'' (۳۲)

دراصل ! ابو عبیدہ کی رائے ، کہ ان دونوں لفظوں میں بلحاظ استعمال کوئی فرق نہیں ، صائب معلوم ہوتی ہے کیونکہ اختلاف بیان کرنے والوں کی آراء کے شدید اختلاف پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کوئی معین اور متفق علیہ اصطلاح نہیں بن سکی ورنہ تو اس قدر شدید اختلاف رونما ہی نہ ہوتا' قدیم سے لے کر اب تک علمائے تفسیر ان الفاظ کو عموماً ہم معنی خیال کرتے آئے ہیں اور بلا تکلف ایک کو دوسرے کی جگہ استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ (۳۳)

حواشی و حوالہ جات

۱) الفرقان : ۱۹/ ۲۳۳)

۲) القاموس الفرید' وحید الزمان کیرانوی۔ ص ۵۰۲

۳) لسان العرب' ابن منظور' ادب الحوزہ قم ایران ۱۴۰۵ھ۔ ص ۲/ ۳۶۱

۴) البحر المحیط ابو حیان اندلسی' القاہرہ ۱۳۰۸ھ۔ ص۔ ۱/ ۱۳ ثعلب نحوی کا قول بھی ایسا ہی ہے۔

۵) نفس المرجع

۶) الاتقان فی علوم القرآن'' ص ۲/ ۱۷۴

۷) مناہل العرفان فی علوم القرآن' الزرقانی۔ ص ۲، ۶

۸) المرجع السابق

۹) تاریخ تفسیر و مفسرین' غلام احمد حریری' ملک سنز پبلشرز کارخانہ بازار فیصل آباد' طبع پنجم۔ ۱۹۹۳ء ص ۱۴

۱۰) لسان العرب : ابن منظور ۱۳/ ۳۳

۱۱) اساس البلاغہ زمخشری ۱/ ۱۵ بحوالہ تاریخ تفسیر و مفسرین ص ۱۵

۱۲) آل عمران : ۳/ ۷

۱۳) النساء: ۵۹/۵

۱۴) الاعراف: ۵۳/۸

۱۵) یونس: ۳۹/۱۱

۱۶) یوسف: ۶/۱۲

۱۷) یوسف: ۳۷/۱۲

۱۸) یوسف: ۴۴/۱۲

۱۹) تفسیر و مفسرین، غلام احمد حریری ص ۱۶

۲۰) ایضاً

۲۱) ایضاً

۲۲) انظر: جمع الجوامع فی الاحادیث اللوامع محمد بن عفیف الدین محمد بن نور الدین ۵۶/۲ تاریخ تفسیر و مفسرین ص ۱۷

۲۳) تاریخ تفسیر و مفسرین ص ۱۸

۲۴) الاتقان فی علوم القرآن ص ۱۷۳/۲

۲۵) المرجع السابق ص ۱۸، ۱۹

۲۶) المرجع السابق

۲۷) نفس المرجع

۲۸) تفسیر معالم التنزیل، بغوی ۱۸/۱ بحوالہ تفسیر مفسرین ص ۱۹

۲۹) الاتقان فی علوم القرآن ص ۱۷۳

۳۰) مقدمہ تفسیر روح المعانی: آلوسی ۵/۱

۳۱) تاریخ تفسیر و مفسرین ص ۲۰

۳۲) الاتقان فی علوم القرآن ص ۱۸۳/۲

۳۳) ملخص از علوم قرآن، محمد تقی عثمانی ص ۳۲۵، ۳۲۶

☆ ☆ ☆